

# تَمَيِّرِ حَيَاةٍ

بِنَدِ الْوَلَادَةِ

”آجِ ملکوں اور قوموں کی تقدیریں نوک قلم سے وابستہ ہو گئی ہیں“

”صحافت ملتیوں اور قوموں کا مزاج بناتی اور بگاڑتی ہے“

میں اس وقت آپ سے جو کچھ کہنا چاہتا ہوں اس کی ترجمانی کے لیے میرے پاس جگر مراد آبادی کے اس شعر سے بہتر کوئی ذریعہ نہیں، وہ کہتے ہیں ہے

کامل رہبر، قاتل رہنگی، دل سادوست، دل سادش

انہوں نے پیشہ دل کے متعلق کہا ہے، میں صحافت کو بھی اس کا صحیح مصدقہ سمجھتا ہوں۔ آپ کا قلم دو دھاری تلوار ہے جس سے آپ خوبی کا کام بھی لے سکتے ہیں اور تعیر کا بھی۔

آجِ ملکوں اور قوموں کی تقدیریں نوک قلم سے وابستہ ہو گئی ہیں، قلم کی ایک غلطی اور اس کے غلط استعمال سے اس طرح ملک کے ملک تاریخ اور سبیلوں کی بستیاں بے چراغ ہو جاتی ہیں، آپ کو اپنے قلم کی طاقت اور اسکے صحیح اور غلط استعمال کے نتائج کا پورا تجربہ ہے۔ پہلے کسی کہنے والے نے کہا تھا یعنی زیر قدمت ہزار جانست، آج تھوڑی تریکے ساتھ آپ سے یہ کہنا صحیح ہو گا کہ زیر قدمت ہزار جانست۔

اگر اخبار نویس اپنے قلم کو احتیاط کے ساتھ استعمال نہ کریں، ان میں جذبات کے بعد کا نہ، نفرت کو بڑھانے اور اشتعال پیدا کرنے کا لام لیں تو ملٹی اور اجتماعی مزاج، بروم، غیر معتمد، اشتعال پذیر اور غصب ناک ہوتا ہے۔ پوری کی پوری قوم اور ملک کی آبادی تک مزاج، غیر مختمن، اور قوت بدداشت سے محروم ہون جاتی ہے۔ وہ روایتی طرح ایک منڈی میں اگ پکڑ لیتی ہے۔ اگر صحافت سے شعور کی بیداری، اخلاقی تربیت، حقیقت پسندی اور صبر و ضبط پیدا کرنے کا کام لیا جائے تو قومی مزاج محدث اور مختمن ہوتا ہے۔ اس کو ہر بات میں دیکھنے، غور کرنے اور حقیقت کو سمجھنے کی عادت پڑ جاتی ہے اور وہ قوم کبھی بے اعتدالی اور بے رہا وی کا شکار نہیں ہوتی۔

آپ کے ہاتھ میں سے جو چیز ہے، کامل بربر بھی ہو سکتے ہیں اور قاتل رہنگی اسکے ساتھ تو وہ کسی موقوتوں اور آبادوں سے کہنا چاہے۔ اسے ملام کو اپنے دو درجے کا پورا احسان سے ہونا پا جائے۔



مسجد دارالIslam فروزة الدلااء







# اسلامی تلکول کی اپنی مشترک منظہ می قائم ہوئی چاہیتے

ان سلوک سے تھا پہنچتے ہے اجید

سرت پر بھری طرب پر ہے ایر خان پور

تالی کر کے کو بڑھا کر سارے رقصات ملکیں کا

کے ایسے ترقی مصروفیں نہیں کے لیے بڑے

لے عبور دشنه تاں نہیں ملکیں جیسے ہے

بھی ملکیں کو پہلے خانہ کی خیانت دے دیتے ہے

یہ بندی خوش تھی کے کام و حرب کے اسلامی ملک

یہ خادم اور بکھری کا تھی کہ ایر خان کے لیے

ان ملکیں کی تھیات ملکیں سارے خانہ کے لیے

پہلے بندی کے حوالے میں ملکیں بڑے اسلامی

خون کو دل کر سے جانے پر اسے جو ملکیں ہے

جس کے کام کو تھی اور سے جس کے نامہ ملکیں ہے

ہے کو فارسی ملکیں سارے خانہ کے لیے بڑے ملک

بھیں اگر ملکیں سارے خانہ کے لیے بڑے ملک

دھل جسے ملکیں سارے خانہ کے لیے بڑے ملک

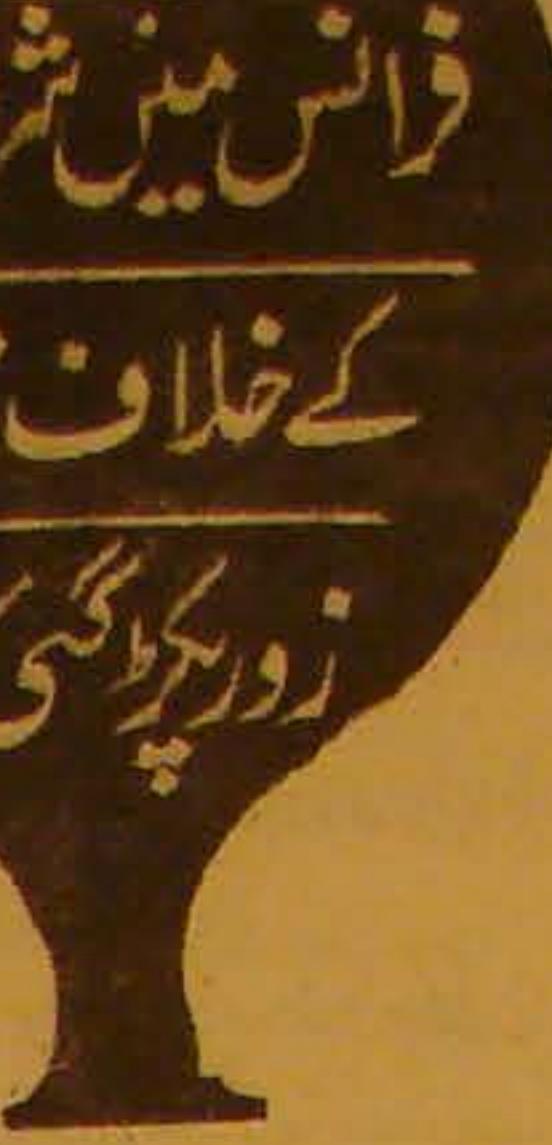
جیسا ملکیں سارے خانہ کے لیے بڑے ملک

ایک ملک کا اسلامی ملکیں سارے خانہ کے لیے

اقام کی راہ میں ملکیں سارے خانہ کے لیے

سیاہ دھنی ملکیں سارے خانہ کے لیے

# ڈالس میں شراپ عشق اویل مغرب پر بھی آنیگاٹ زور پر کمکی کے کوت آشکار ہونے لگے



جہاں

اسلام، پر  
پابندی  
ہ

دنیا کی سب سے بڑی مسلم جمیعت کی

دری میں جیت سے جزوں کی کوئی ایسا

کوئی کام کے لیے کوئی ایسا

# اپریان کا انقلاب

## مرنس اور امریکہ حیران

فلم میں پڑھا تھا کہ زمان کی صرف ڈو قسیں ہیں۔ ہمیں  
اد سقبل، زمان حال لای کوئی دجد نہیں۔ اس لئے کہ زمان  
آنات (آن کی بیج) ہے جس کے سمن پل یا لوگ کے بیس) کا مجموع  
ہے۔ تو کوئی حکومت باربار طاریوں اور توڑوں سے  
افغان اضطراب کو دبا تاچاہتی نہیں  
ہے۔ ان دونوں کے درمیان کوئی آن ایسا ہنس ہے جس  
کے حال۔ کہا جا سکے۔

اس وقت واقعات انجیزی  
سے کیے بد دیگرے دو خاہ پورے ہے ہیں  
کہ اپنی دیکھ کر زمانے کی یقینیت تلوین  
یاد آجائی ہے۔ ان واقعات میں ایک

بے حد جرأت انگریز داعر ایران کا اسلامی  
انقلاب ہے اس پر بہت کچھ گزرا چکا اور  
جب بسطی شائع ہوئی تو مزید بہت  
چکچا ہوا ہونے میں بیان دیکھ رکھا گیا۔ ایران کی دیسی  
نیز جو جدید ہیں پس کسی منظم مسلح اور جنگی  
حکومت کو جس کی تھیں اسے دیکھ رکھا گیا۔ ایران کی دیسی  
کے خلاف دوسری مدت کو یا ہمیں داور انتہا  
مزرساؤں کو دعوت دیتے کے متاد  
بہرہ عالم کے بیخ پا ٹھوں نے فنا کے گھٹ

اتار دیا ہے۔  
ایک آنسی خشائی پہاڑ تھا جا چاند  
لئا اگھے لگا اور اس کی راہ میں جو بھی آیا  
جل کر جسم ہرگی۔ ظالموں کو شہادہ برپا  
کر دینے والا ایک ایسا زار تھا جس کو مذکور  
کا ترقی ادا کرنے والے تین آئینہ نظریں پیا  
جیلان بھاٹ سکا۔ A. C. C. A. اور B.

B. C. کبھی پتہ نہ چل سکا کہ اندری  
اندر کھانا ہوش بدلادا پک رہا ہے۔  
اد اب ایران کی موجودہ حکومت حال  
کے پیش نظر عالم میں اتفاق دین کی مزید  
دایی کھلی نظر آرہی ہیں، نیا جو شہادہ ایران  
دول پیا ہو رہا ہے اور خالصین اسلام  
پست ہو رہا ہے جس کو جملہ ہو گی۔

اد اب امریکی جملہ و اخبارات مسلسل  
اسلامی تحریک کو پر مقامات کو رکھ رہے ہیں اور ایران  
میں دو ناہرے والے واقعات کی روشنی میں ان  
پست ہو رہا ہے جس کی عدم کو بروز

طاقوتوں سے محفوظ رہنے کی تنبیہ کی ہے اس  
کی اپیل ہے کہ خود اور عوامی قادیں مل کر  
پشتہ ملک کو بچائیں۔  
ایک اور خارج کا خالہ ہے کام کیوں  
سبت پیش پر مجبور ہو رہی ہیں لیکن ابھی غاموش  
کیا بات پر مجبور ہونے والے ہیں امریکیوں  
دیسی بھی بڑی قویں رینے مدد بستے سرشار  
جان نثاروں کی طرف ہوتے ہیں۔  
لیکن روس کے خدشات بڑے ہیں

کوئی بھی جن میں مشرق و مغرب کے دو علاقوں کے  
خلاف مخصوص ہے جس اسی اخبار نے صدر کاروڑ  
کو ایک کھلاختہ لکھا ہے جس کا تن یہ ہے کہ  
”امریکہ سے دوستی“  
رکھنا بہت ہی مہلک ہے  
امریکہ کی پالیسی ہمیشہ

یہ رہی ہے کہ دوست  
بناؤ اور پھر ان کا ساتھ  
چھوڑ دو۔ دنیا میں امر  
وقت جتنی بھی پیشانیاں  
ہیں امریکہ ہی کی لائی  
ہر قاعیہ۔

یہ ہے ہی اچھا ہو اگر امریکہ پانی  
تمہانی کے خلی میں داہی چلا جائے وہ نہیں  
تاہم ایان، ملک دیش، افغانستان جس،  
ایران اور ترکی یہ سب امریکی دوستی کے  
ہوئے ہیں۔

کچھ عربی اخباروں کا خیال ہے کہ غرب  
ایران میں مدرسی اور کمیٹی قیادتوں کے درمیان  
کوہ ملاؤں سے دینی رجحانات کو مذکور کرتے  
ہوئے اور اسلامی تحریکوں کا پاس کرتے ہوئے  
ایران حکمت کا قائم چاہتے ہیں تاکہ نسلوں کو حفظ  
سے علیحدہ رکھ جائے۔ لیکن دوسرا طرف پیش  
ہے ہبھی قیادت کے لئے عوام کی بعدہ دی کافالہ  
کرنے کا پاسیوں کو فروزانہ کوئی ایسا نہیں  
اظہار ہے میں۔ مذہب کو ذریعہ بنانے اور سماجی  
الغافت و مسادات ایسے نفرے لئے کا کر وہ  
نظام کا قائم خطرات میں گھرا رہتا اور وہ  
 تمام سائل اور کھلے ہوئے ہیں جن کو سان  
حکومت کے استبداد نے دیا تھا۔ ایران اور ہلہ اسلامی  
نظام میں مخفیت کو حل کر رہے ہیں۔  
ایک اخبار نے ایرانی عوام کو بروز

انت پولے افغانستان سلطنت روکے استغفار کا لفڑا رہنے ہوئے ہیں۔ ہر طرف  
ہمارتے گئے دو بربتے کا بازار گرم ہے۔ سر زمینے افغانستان سے دست د پا  
اور نظلوم سلافوں کے خون سے لا بازار بننے ہوئے ہے۔ زمانہ قبصور کے  
شہروں، مسجدوں اور درسروں پر بماری سوداگری اور  
کے گردابے میں محو نالا، فریاد ہیں۔ زمانہ شرمناک استغفار  
پیغمبر اسلام کا شکار صورت میں ہے۔ یہ حداد اسے قدر رکھتے ایک اور دوسرے سے کہ قلم  
میں اس کے بیان کرنے کے قوتوں نہیں۔ ہمارے کے حالات اسے قدر  
بتر اور دلے خاشے ہیں کہ قلبے د جگر میں اسے برداشت کرنے کے  
طااقتے نہیں۔

## هدایات دے رہی

وقت اور طبق و سلاسل کے دریں بند بہت  
جو ان ارادہ، ہمکیون اور ہم علی کی راہ  
میں حائل ہونے کی کوشش کی ای طبق و  
سلازوں کے خون نامنے سے رنگیں ہے  
ہر جگہ مسلمان خاک و خون میں  
ت پت ہاتھ پر بارہے ہیں پچھے جو  
سلازوں کے خون نامنے سے رنگیں ہے  
ہر جگہ خود پاٹ پاش ہوئے اور عزم میں  
اد ایک پنچاڑ ہوئے رہ جگد لائیں  
دے کس ناچار افغانستانی مسلمان اپنی  
آزاد کو دلانے سے عاجز ہے۔  
وطن عزیز سے گورم تام فرزندان افغانستان  
سے جن کے دل محبت و ملت سے سرشار اور  
احساس آزادی کے بڑے آنکھیں دخواست  
میں دوں فراز عالم کا ایک بھت آنکھیے اور  
اپنی ششیروں سے دن ووق  
افغانستان تاریخ کے ایک اہم دورے سے  
بڑھ رہے۔

امت مسلمانے انتقلاب کا سصم عزم کیا ہے  
جس میں وہ روز بروز ترقی کی رہا ہے اور  
کھنڈیں کو اس عالمی انتقلاب کی خوبی کیونکہ  
افغانستان تاریخ کے ایک اہم دورے سے  
بڑھ رہا ہے۔

اوپر جا ہوں سے جہاں بھی جی  
ہوں۔ اپیل ہے کہ جاہدین آزادی کی رہائی  
بندھانے اور ان کو سمنی تھوڑی پوچھائے  
کے لئے اپنے بڑے احمد امام سے دریخ ز  
کری اور درویس ساریوں کو جن مرسی کی  
اردو شہروں کو روزہ برناں اور پسپا کرنے  
کے لئے سردار ہرگی بازی لگا رہی۔

جمعیت اسلامی تام  
مورچوں پر اس  
انقلاب کی رہبری  
کر رہی ہے اور مناسب

فارسی سے ترجمہ ہیں: محمد صدیق حسن ندوی

Islamic Society of  
Afghanistan

Date:

عاصمہ کے رسمی ہجھر ہمود، الی



بیان جمعیت اسلامی افغانستان بے محصلین و اغنانہی مقیم خاں ازکشو۔

# جمعیت اسلامی (افغانستان) کا پیام — درمدادان دین و مدت کے نام

مولوی عبد الحق نے  
گاندھی کو کہا حالی

کی مراجعت یوہ پڑھئے

اشفاق حسین

خواجہ احمد

فرنشے

گلیں

پر

میز

کل

بیو

تھے

میز

کل

بیو</

# نواحی خاں

ڈاکٹر صدیق الحق ضمیر میرٹھی - ساری گیٹ - بھوپال کابل - میرٹھ

ہم نے ہی وقت کے بگٹے ہوئے تیور بد لے  
ہم نے ہی زیست کے سچے ہوئے منظر بد لے  
آدمیت کو بہر طور نکھارا ہم نے  
کر دیا صبح تلاطم کو کنارا ہم نے  
بخف و کینہ کو ہرا ک دل سے ہٹایا ہم نے  
ذہن انساں سے جہالت کو مٹایا ہم نے  
ذہن آدم میں جلائے ہیں محبت کے چراغ  
علم دانش کے ملے جس سے زمانے کو فرما  
جس کا عنوان ہا بلندی وہ فسانہ ہم تھے  
پاں! کہ ہر دور میں یکتا زمانہ ہم تھے  
کتنے تاریک دماغوں کو ضیا بخشی ہے  
ہم نے ما جوں کو وہ تازہ ہوا بخشی ہے  
وقت کے سانپ سے انسان کو ڈسٹر زدیا  
نا ایمی کے اندر ہیروں کو پہنچنے زدیا  
فرقد بندی کے اندر ہیروں کو مٹایا ہم نے  
یعنی انسان کو انساں سے ملایا ہم نے  
ہم نے تہذیب کی دنیا کو اجرٹنے زدیا  
عزم راسخ کو کسی طور بھی مٹنے زدیا  
کشتی زیست کو طوفاں سے بچاتے ہی رہے  
ذرع انساں کو بہر طور جگاتے ہی رہے

## ڈاکٹر اسما عیل ندوی مدرسی کالا نجہ، ارتھوار

تا خیر سے ملنے والی ایک اطلاع سے معلوم ہوا کہ ڈاکٹر اسماعیل ندوی مدراسی جو الجزاير  
رسسی میں پروفیسر تھے، اچانک لیکچر دیتے ہوئے انتقال کر گئے ان کی عمر نقر پیادہ ۳۵ سال تھی  
اسماعیل ندوی مدراسی دارالعلوم نور الدین العلار کے ممتاز فضلاء میں تھے یہ ۱۹۵۵ء میں دہ  
لعلوم میں داخل ہوئے تھے، عالمیت کے بعد وہ قابو چلے گئے پہلے جامعہ ازہر اور پھر  
یونیورسٹی میں تعلیم حاصل کی اور جامعۃ القاہرہ سے فن الجرح والتعدیل پر ڈاکٹریت کی

ڈاکٹر اسحاق عیل ندوی کا سب سے بڑا کارنامہ اور ان کی کتاب زندگی کا سب  
درشن در حقیقت انسانی جلد اول کا ترجمہ ہے، اس کے علاوہ وہ دیگر کتابوں کے مصنف  
ترجمہ بھی تھے "فقہ اللہ" اور فن اسمار ارجمال ان کے موضوعات رہے ایک عرصہ سے دہ  
اڑ میں پر دیپسرا تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کی بال بال مخفف ترمیمے، انکے درجات ملذکے اور ان کی  
بیکوں اور لخزشوں سے درگذر فرمائے۔ چند سطور عجلت میں تلبند کی گئی ہیں، تفصیل انتشار اشہد  
ہ شمارہ میں پیش کی جائے گی۔

کُن تو ہی جہاں میں ہے تیرافانہ

ایک نوسلم جمیس ڈیک (JAMES DICK) لندن کے ہفت روز جیدہ اکٹ میٹ (ECONOMICS) مورخہ ۲۳ مارچ ۱۹۷۸ء میں "ترک اور اتازک" کے عنوان سے لکھتے ہیں :-

گذشتہ ۲۸ سال سے مسلمان ہونے کی حیثیت سے مجھے ایسے لوگوں کی نظریات کو دیکھنا بخوبی گیا ہے جن کا حوالہ مژہ خر نے اپنے ۳ مارچ کے خط میں دیا ہے ایسے لوگوں کا بخوبی ذہبی گیا ہے۔ اہمیت لندن کی کسی بھی کاک ٹیل پارلی ہیں دیکھا جاسکتا ہے۔

لیکن اپنے بھی دشوار ہمیں ہے۔ اہمیت لندن کی کسی بھی کاک ٹیل پارلی ہیں دیکھا جاسکتا ہے۔

واعظات سے پہلے ایران میں ان ہی جیسے لوگوں کی حکومت ۱۹۷۹ء میں شاہ کے والد فتح شہنشاہ سے اب تک چلی آ رہی تھی۔ اب تو ہم نے یہ بھی دیکھ لیا ہے کہ ان لوگوں نے ایران خود اپنے آپ کو کس حالت پر کیا ہے پھر چنان دیکھ لیا ہے۔ جہاں کہیں بھی ایسے لوگوں کی حکومت ہوگی وہ سعودی عرب ہو یا مصر یا ترکی، مکافات عمل اہمیت اسی پارا شاہ تک پہنچا کر رہے گا۔

اتازک، رضا شاہ اور پابچو ڈلا (PANCHO DELLA) کی طرح ایک بے ضمیر غوجی طالع آزمائے کے سوا کچھ بھی ہمیں نہ تھا۔ یونانیوں پر فتح سے اے جو ہر دلعزیزی حاصل اس سے فائدہ اٹھا کر اس نے ایک موقع پرست انسان کی طرح خلافت عثمانیہ کی قانونیت کا شیرازہ درہم کر دیا۔ درحقیقت ایک ہم کے دوران اس نے ایک شہر میں جہاں خانے نام سے خط، جو بھی طصہ ابا تھا۔

اس کا مطلب صرف یہ ہے کہ وہ خود خلیفہ بننا یا تخت حکومت پر قابض ہونا چاہتا ہے۔ یہ تھی اس کی جمہوریت۔ اور اخیر میں تو وہ اس سے بہت آگے بڑھ گیا تھا۔ اسلام کے طبق از نظر سے خلیفہ مخصوص ہمیں ہوتا لیکن آج ہم سے اس کی اسی حیثیت کو تسلیم کرنے کا مطالبہ جاتا ہے بلکہ مرنے کے بعد تو اس کی معصومیت ترک کے ان قوانین کے ذریعہ تسلیم ہی کر لیتے ہیں جس میں اس پر تنقید کو جرم قرار دیا گیا ہے۔ اسے بڑا بننے کا کتنا خبط تھا اس کا اندازہ اتنا ترک، "سے ہی ہوتا ہے جس کے معنی ہیں "ترکوں کا باپ"۔ یہ نام اس نے خود اپنے پسند کیا تھا۔

ترکی میں اقتدار کا سرچشمہ فوج اور وزارتوں کا مستقل عدل یا نوکر شاہی ہے زکر میا ستدال۔ عوام تو قطعاً اس سے محروم ہیں اور اول الذکر دونوں طبقوں کی منفعت "اتا ترک" سے والستہ ہے۔ اگر یہ دونوں طبقے اقتدار کے مالک نہ ہوتے تو ترکی میں اتنا ترک کا دن بہت پہلے ٹوٹ چکا ہوتا۔ دراصل اتنا ترک کی شخصیت ناصر- ٹاسم- بن بلا اور ان دوسرے خود ساختہ مسیحانِ قوم اور لا خریک رہبرانِ دن کی سریع ارزوال قیادت

۷ امر مارچ کے اکنامٹ (ECONOMIST) میں ترکی کو ایک بار پھر "یورپ مرد بیمار" کے لقب سے یاد کیا گیا ہے۔ اگر ترکی نے ۱۹۲۱ء میں اس اندرھری راہ کا مسافر تھا تو اس نے ان تمام اداروں کو ختم نہ کر دیا ہوتا جنہوں نے اسے مااضی میں غلط تنبیہ تواب تک دہ ایشیا کا "مرد مسحود"، تو یقیناً بن چکا ہوتا۔

بقیہ صفا : ایران کا انقلاب

ہ راست ایکٹ بھی تو جاتے کہتے ہوں گے جو اندر ہی اندر اس انقلاب کو ناکام بنانے کی  
لگد ہے سی۔ دیسے موجودہ صورت حال میں ایرانی کیونٹ پارٹی ابتدخینی کی  
لی ہے۔ ایران کا مقدر کیا ہے؟ یہ تو آنے والی وقت ہی بتائے گا۔